خواطر و سوانح

انسان کہاں ہے؟

ترجمہ قاضی سید زین العابدین صاحب سجاد میرٹھی

گذشتہ رات سرِ راہ میں نے ایک خستہ حال شخص کو اپنا پیٹ پکڑے کراہتے دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی تکلیف میں مبتلا ہے، مجھے اُس کی حالت پر ترس آیا اور اُس کا حال پوچھا۔ اس نے کہا بھوک کی شدت نے بے چین کر رکھا ہے۔ جس قدر بن آیا میں نے اُس غریب کی امداد کی اور پھر آگے بڑھ گیا۔ مجھے اپنے ایک عزیز دوست سے ملاقات کرنا تھی جو خدا کے فضل سے صاحب ثروت ہیں۔ جب ان سے ملاقات ہوئی تو وہ بھی اپنا پیٹ پکڑے کراہ رہے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بھی کسی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ میں نے اُن کی مزاج پرسی کی تو انھوں نے دردِ شکم کی شکایت بیان کی، ان کی زبان سے یہ الفاظ سُن کر میں حیران رہ گیا، میں نے اپنے دل میں کہا، اگر یہ امیر اپنے کھانے کا وہ حصہ جو اس کی ضرورت سے زائد تھا اس فقیر کو دے دیتا، تو دونوں میں سے کوئی مبتلائے مصیبت نہ ہوتا۔

امیر کے لیے مناسب تھا کہ وہ صرف اس قدر کھانا کھاتا جو اس کی بھوک کو دفع کر دیتا مگر وہ اپنے نفس کی محبت میں اندھا ہو گیا اور اُس نے فقیر کے کشکول کا حصہ بھی اپنے دسترخوان میں شامل کر لیا۔ خدا نے اس کے اس ظلم کا بدلہ یہ دیا کہ وہ بیماری کا شکار ہو گیا زندگی اُس کے لیے اجیرن ہو گئی اور اس طرح وہ مشہور مثل صادق آئی جس کا مفہوم یہ ہے کہ" امیر کی بدہضمی فقیر کی بھوک کا انتقام ہے"

٭

آسمان نے بارش کی روانی پر بند نہیں باندھا، اور زمین نے بھی اپنی پیداوار پر مُہر نہیں لگائی

لیکن قوی نے ضعیف کو قدرت کے اُن عطیوں سے فائدہ اُٹھانے سے روک دیا اور وہ بیچارہ محروم و نادار ان زبردستوں کی زبردستی کا فریادی بن کر رہ گیا۔ اس کے حق کے غاصب یہ امیر و دولتمند ہیں، زمین و آسمان نہیں۔

میرے دماغ کے گوشے طاقتوروں کے اس دعوے کی دلیل کے ادراک سے، جس کی بنا پر وہ خود کو کمزوروں کے مقابلہ میں مال و زر سے مستفید ہونے کا زیادہ مستحق سمجھتے ہیں، قاصر ہیں۔ اگر ان کی دلیل طاقت و قوت ہے تو اس دلیل کی مدد سے کیوں وہ کمزوروں کی ارواح بھی سلب نہیں کر لیتے جس طرح وہ ان کے اموال سلب کر رہے ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ مفلس کی نگاہ میں جان پارۂ نان سے زیادہ قیمتی نہیں ہوتی۔

اگر ان کی دلیل یہ ہے کہ اُن کے بزرگ اس دولت کے مالک تھے اور ان کے ورثہ میں یہ اُن تک پہنچی ہے تو پھر وہ اس حق وراثت کو دولت تک ہی کیوں محدود رکھتے ہیں حصولِ دولت کے لیے جو جرائم ان کے بزرگوں سے سرزد ہوئے وہ ان کے وارث بھی کیوں نہیں بنتے؟

ان کے بزرگ قوی تھے۔ اُنھوں نے اپنی قوت کے بل بوتے پر کمزوروں سے ان کا حصہ چھین لیا، انصاف کا تقاضا تھا کہ وہ کمزوروں کا حق واپس کرتے۔ اگر یہ لوگ اپنے بزرگوں کے وارث ہیں تو ان کی ذمہ داری اب ان پر عائد ہوتی ہے، کمزوروں کو ان کا حق واپس کر کے انہیں اپنی اس ذمہ داری سے سبکدوش ہونا چاہیے۔

اللہ اللہ! قوی کس قدر ظالم ہیں اور اُن کے دل کیسے سخت۔ یہ اپنے راحت کدوں میں نرم نرم گدوں پر آرام کی نیند سوتے ہیں اور غریب پڑوسی کی کراہ، جو جاڑوں کے موسم میں ننگا بچا بستر پر راہے ان کی نیند کو نہیں اچٹاتی۔ یہ اپنے مکلف دسترخوان پر مرغن غذاؤں کا لطف اٹھاتے

ہیں اور ان کے اپنے عزیزوں کی بھوک سے بلبلاہٹ ان کے مزہ کو کرکرا نہیں کرتی۔

بلکہ ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو رحم و کرم سے تو محروم ہیں ہی، شرم و حیا سے بھی اُنہیں کوئی حصہ نہیں ملا۔ جب کوئی غریب مصیبت کا مارا ان کی ڈیوڑھی پر آتا ہے تو اس کے زخم پر نمک چھڑکنے کے لیے، اور دنیا کو اس کی نگاہ میں تاریک سے تاریک تر بنانے کے لیے اپنی عزت و مرتبت کی داستانوں کا بیان اور اپنی دولت و ثروت کی نمود و نمائش ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کی زبان کی ہر ہر جنبش، بلکہ ان کے جسم کی ہر ہر حرکت سے اس جذبہ کا اظہار ہوتا ہے کہ "ہم خوش نصیب ہیں کیونکہ دولتمند ہیں اور تم بدنصیب ہو کیونکہ غریب ہو۔

مجھے یقین ہے کہ اگر طاقتوروں کو اپنی زندگی کی آسائش کے لیے کمزوروں کی اسی طرح ضرورت نہ ہوتی جس طرح انہیں اپنے مکان کے ساز و سامان کی ضرورت ہے اور اپنے آرام کی خاطر ان کی اسی طرح احتیاج نہ ہوتی جس طرح اُنہیں اپنے چوپاؤں کی احتیاج ہے، بلکہ یوں کہیے کہ اگر انہیں اپنی عظمت و اقتدار کے صنم کی پرستش کے لیے ان کی جھکی ہوئی گردنیں درکار نہ ہوتیں تو وہ یقیناً ان کی رگوں سے خون کے قطرے نچوڑ لیتے جس طرح اُنہوں نے ان کے حلق سے روٹی کے ٹکڑے چھین لیے ہیں، اور اُنہیں زندگی سے اسی طرح محروم کر دیتے جس طرح زندگی کی لذت سے محروم کر دیا ہے۔

❊

میں کسی انسان کو انسان نہیں تسلیم کر سکتا، جب تک اس میں دوسروں کے ساتھ احسان کا جذبہ نہ ہو۔ اس لیے کہ میرے نزدیک انسان اور حیوان میں مابہ الامتیاز یہی ایک چیز ہے۔

میں تین قسم کے انسانوں سے واقف ہوں۔ ایک وہ جو احسان کا نام ہی نہیں جانتے یہ بیچارے نہ اپنے نفس کے ساتھ احسان کرتے ہیں اور نہ دوسروں کے ساتھ۔ یہ وہ احمق ہیں جو اپنے پیٹ کو خالی رکھ کر اپنے خزانہ کو پُر کرتے ہیں اور جنہیں دولت کا مالک کہنے کی بجائے اس کا محافظ

کتنا زیادہ مناسب ہے۔ دوسرے وہ لوگ جو صرف اپنے نفس کے ساتھ احسان کرتے ہیں، دوسروں سے انہیں کچھ واسطہ نہیں۔ یہ وہ حریص ہیں جنہیں اگر معلوم ہو کہ بہتے ہوئے خون کو جما کر سونا بنایا جا سکتا ہے تو وہ اس مقصد کے لیے ساری دنیا کو ذبح کر ڈالیں۔ تیسرے وہ جو دوسروں کے ساتھ احسان کرتے ہیں اس توقع کے ساتھ کہ دوسرے ان کے ساتھ احسان کریں یہ وہ نافہم ہیں جو احسان کا حقیقی مفہوم سمجھنے اور اس کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ لگانے سے قاصر ہیں۔

ایک چوتھی قسم بھی ہو سکتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہونگے جو اپنے نفس کے ساتھ بھی احسان کریں اور دوسروں کے ساتھ بھی۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ دنیا کے کسی گوشہ میں ان کا وجود بھی ہے یا نہیں۔

یونان کا مشہور فلاسفر دیوجانس کلبی ایک دن سورج کی روشنی میں چراغ لیے کچھ تلاش کر رہا تھا۔ دیکھنے والوں نے براہ تمسخر اس سے پوچھا، حضرت کس چیز کی تلاش ہے؟ فلاسفر نے سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا "مجھے انسان کی تلاش ہے" شاید دیوجانس کلبی کو جس انسان کی جستجو تھی وہ اسی چوتھی قسم کا انسان ہوگا۔

(مصطفیٰ لطفی منفلوطی مصری)